بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا۔ أَمَّا بَعْدُ:

023: باب 08- حصہ دوم- جو شخص کسی درخت یا پتھر وغیرہ کو متبرک سمجھے۔

[آیت (النجم: 19-20) اور (ترمذی: 2180)]

"كتاب التوحيد الذي هو حق الله على العبيد" "شیخ الامام العلامہ محمد بن عبدالوہاب التمیمی رحمہ اللہ علیہ کی اس عظیم کتاب کی شرح کا درس جاری ہے اور پچھلے درس میں ہم نے آغاز کیا تھا" "باب من تبرك بشجرة أو حجر أو نحوها" "(جو شخص کسی درخت یا پتھر وغیرہ کو متبرک سمجھے)۔ اور تبرک کے متعلق چند اہم باتیں بیان کی تھیں اور ضمناً کرامت کی بات آگئی تو کرامت کے متعلق بھی ہم نے بعض بنیادی اصول، قاعدے اور ضوابط بھی بیان کیے تھے۔

آج کے درس میں کتاب کی طرف واپس لوٹتے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں" "باب من تبرك شجرة أو حجر أو نحوها" "یعنی اگر کوئی شخص کسی درخت، پتھر یا ان جیسی دوسری چیزوں کو متبرک سمجھے اس میں برکت سمجھے اس کا کیا حکم ہے؟

اصل میں موضوع کا مفہوم یہ ہے یعنی جب ہم یہ بات کرتے ہیں جو شخص کسی درخت یا پتھر وغیرہ کو متبرک سمجھے تو خاموشی اختیار کریں تو جملہ بنتا نہیں ہے یعنی مطلب کیا ہے یعنی اس شخص کا حکم کیا ہے جو یہ کام کرے۔ حکم کیا ہے؟ شرک ہے۔ جواب کیا ہے؟ یہ شرکیہ عمل ہے۔ اب شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی دلیل میں ایک آیت اور ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ جس نے بھی یہ عقیدہ رکھا کہ کوئی بھی چیز یا کسی بھی چیز میں برکت ہے اور حقیقت میں اس میں برکت نہ ہو۔ اب شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں متعین کر دیا درخت، پتھر اور ان جیسی چیزیں یعنی ہر چیز نہیں۔

ہر چیز مطلب کیا ہے؟ یعنی بعض ایسی چیزیں ہیں جو واقعی متبرک ہیں جن کا ذکر پچھلے درس میں کیا تھا جن کی دلیل موجود ہے قرآن اور سنت میں۔ حجر اسود ہے، زمزم کا پانی ہے، حبۃ السوداء ہے اور بعض جگہیں ہیں حرم ہے مکہ کا حرم، مدینہ کا، مسجد اقصیٰ ہے تو یہ جو ہیں یہ چیزیں بابرکت ہیں اس کی دلیل موجود ہے قرآن اور سنت میں تو شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ان چیزوں کو متعین کیا جن کی دلیل نہیں ہے۔ بات سمجھ آ رہی ہے!

درخت کی کوئی دلیل ہے کہ کسی درخت میں کوئی برکت ہے؟ پتھر کی کوئی دلیل ہے؟

یہاں پر درخت اور پتھر کا نام لیا" وغیرہ "یعنی ان جیسی اور چیزیں" ونحوھما"۔ کیا؟ یعنی زمین کا کوئی ٹکڑا یا غار یا پانی کا چشمہ۔ یعنی لوگوں کے دل بعض اوقات ان چیزوں سے جڑے ہوتے ہیں۔

فلاں جگہ جو ہے آپ اگر بیٹھ کر وہاں پر دعا کریں گے تو زیادہ قبول ہو گی، یہ کمرہ ہے اس کے فلان کونے میں اگر اس کونے میں آپ بیٹھیں گے تو آپ کی دعا زیادہ قبول ہو گی۔

یعنی عقیدہ کیا ہے؟ کہ یہ کونا جو ہے ان باقی تین کونوں میں سے کوئی بہتری یہاں پر ہے اور یہ بہتری جو ہے کافی دیر سے یہاں پر موجود ہے اس کو کہتے ہیں برکت ہے۔ کیا اس کی کوئی دلیل ہے کہ یہ کونا خاص طور پر یہاں پر کوئی فائدہ ہے؟ کوئی دلیل نہیں ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔

درخت اور پتھر کی بات شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے یہاں پر تو دلیل بھی درخت کی اور پتھر کے متعلق ہی بیان کر رہے ہیں شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ پہلے آیت شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

"وقول الله تعالى" ﴿اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى﴾(النجم:19-22)(بھلا تم نے کبھی لات، عزیٰ اور تیسری گھٹیا و حقیر دیوی منات کے بارے میں بھی کبھی غور کیا ہے، کیا تمہارے لیے نَر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے مادہ ہے؟ وہی حقیقتاً بے انصافی والی تقسیم ہے جس میں ناانصافی ہے)۔

جی ہاں! ﴿اَفَرَءَيْتُمُ﴾ یہ خطاب ان کے لیے ہے لیکن تعین کرنا صرف کفار مکہ کے لیے یہ بات درست نہیں ہے یہ اس وقت ان کے لیے تھا لیکن جب استفہام کی بات آتی ہے تو جو استفہام ہے یہ صیغ العموم میں سے ہے کہ کیا تم لوگوں نے غور نہیں کیا؟! یعنی عام ہے ہر سننے والے کے لیے۔ اس زمانے میں کیونکہ کفار مکہ متعین تھے مطلوب تھے یہ ان ہی کے لیے تھا کیونکہ ان کا یہ عقیدہ تھا مومنوں کا عقیدہ یہ نہیں تھا تو مومن شامل نہ تھے لیکن آج کل کے دور میں اور ہر دور میں جتنے دور بھی گزر چکے ہیں یہ سب کے لیے پیغام ہے جتنے بھی لوگ دنیا میں موجود ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے۔ کسی پتھر میں کسی درخت میں یا کسی بھی چیز میں جس کی دلیل نہ ہو اس کو متبرک سمجھتے ہیں تو ان کے لیے یہ پیغام ہے ﴿اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى﴾ یہ صیغ العموم میں سے ہے اور یہ استفہام بھی انکاری ہے اس کو کہتے ہیں استفہام انکاری۔

استفہام عام طور پر صیغ العموم میں سے ہے یعنی جس کا مطلب ہے کہ سب شامل ہیں بغیر کسی کو متعین کرتے ہوئے اس لیے بعض تراجم میں آپ دیکھیں گے جیسا بھائی ابھی کہہ رہے ہیں کہ ترجمے میں کفار مکہ کا ذکر ہے۔ بعض میں موجود ہے یہ اور بعض میں موجود نہیں ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں اگر کفار مکہ کو متعین نہ کیا جائے تو یہی بہتر ہے کیونکہ صیغ العموم جو ہے وہ سب کے لیے ہے عام چھوڑنا چاہیے۔

اس آیت کریمہ میں جو اہم باتیں بیان ہوئی ہیں:

﴿اَفَرَءَيْتُمُ﴾ (کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا (یعنی مجھے خبر دیجیے))۔ کس چیز کی خبر؟ مجھے خبر دیجیے ذرا غور کیجیے مفہوم یہ ہے ﴿اَفَرَءَيْتُمُ﴾ میں غور کیجیے مجھے خبر دیجیے یعنی غور و فکر کریں۔ کس چیز کے متعلق؟

﴿اللّٰتَ﴾۔ یہ لات کیا ہے ذرا سوچیں۔

﴿وَالْعُزّٰى﴾ یہ عزیٰ کیا ہے حقیقت کیا ہے؟

﴿وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى﴾ اور تیسرے پچھلے منات کو، پچھلے یعنی حقیر ان سے بھی گئی گزری ہے ﴿الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى﴾۔

جب یہاں پر انہوں نے ناانصافی برتی ہے ان چیزوں کے ساتھ اپنا دل لگا دیا ہے اور یہ بعض لوگوں کے لیے مخفی ہے چھپی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایک ظاہراً مثال دی ہے جو کسی پر مخفی نہیں ہے ﴿اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى﴾۔ سبحان اللہ سیاق دیکھیں قرآن مجید کا کیا تمہارے لیے لڑکے ہیں نَر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے تم لڑکیاں مقرر کرتے ہو؟! فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں کہتے ہیں اور خود اگر گھر میں بیٹی پیدا ہو جائے تو اسے قتل کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہو زمین میں زندہ گاڑنے کے لیے تیار ہو جاتے ہو۔ خود کو بیٹی پسند نہیں اور اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مقرر کرتے ہیں یہ انصاف کی بات ہے؟!

﴿تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى﴾ وہی کھلی ناانصافی ہے۔

یعنی دیکھیں اب نَر اور مادہ کی بات کہاں لات اور عزیٰ میں آ رہی ہے! اچھا پھر غور اگر کریں (کس چیز پر؟) بھئی سب جانتے ہیں کہ لات بت ہے وثن ہے، عزیٰ بھی وثن ہے، منات بھی وثن ہے جن کی عبادت کی گئی اللہ تعالیٰ کے سوا ابو جہل بھی جانتا تھا ابو لہب بھی جانتا تھا سب جانتے تھے۔ پھر غور کرنے کی کیا بات ہے کس چیز پر غور کیا جائے؟ کیا خیال ہے غور کس چیز پر کیا جاتا ہے؟ میں آپ کو کہتا ہوں ذرا غور کریں یہ کیا چیز ہے؟ مائیک ہے نظر تو آ رہا ہے اب کیا غور کریں اس پر! کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ ظاہراً کیا ہے یہ تو آپ بھی جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں اس کا مطلب ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کا فنکشن کیسے ہے۔ یہ ہے کہ نہیں؟

کوئی شخص آپ کو کوئی چیز دکھاتا ہے اور کہتا ہے اس پر ذرا غور کیجیے مجھے بتائیے یہ کیا ہے، اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ جو مجھے نظر آ رہا ہے اسی چیز کو بیان کرو۔

مطلب کیا ہے؟ جو چیز چھپی ہے وہ بیان کرو جو لوگوں کو عام طور پر نظر نہیں آتی۔

اچھا دیکھتے ہیں یہ لات، عزیٰ، منات کیا ہیں یہ۔

لات کا لفظ جو ہے اس کے دو معنی ہیں اگر لات لام پر تخفیف کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ الٰہ سے لیا گیا الٰہ کا مؤنث لات بنا دیا جو بنتا نہیں ہے، الٰہ کا مؤنث جو ہے لات بنا دیا عربی میں۔ اگر تشدید کے ساتھ کیا جائے تو بنتا ہے اللّات اور اللّات یہ ایک شخص کا نام تھا ایک نیک اور صالح بزرگ تھا۔ لات لیا گیا ہے یَلتّ سے یَلتّ کہتے ہیں گوندھنا، بنانا۔ کیا بناتا تھا؟ ستو بناتا تھا، السویق یعنی ستو۔ ستو جانتے ہیں آپ لوگ جانتے ہیں ناں، ستو بناتا تھا پانی میں مکس کر کے جیسے شربت نہیں بنتا ایسے شربت بنا کر لوگوں کو دیتا تھا حاجیوں کو دیتا تھا۔ کب؟ جاہلیت میں اسلام سے پہلے۔ نیک اور صالح انسان تھا بزرگ تھا حاجی آتے تھے اگرچہ کعبہ کے ارد گرد 360 بت موجود تھے لیکن لوگ حج بھی کرتے تھے جاہلیت میں ابو جہل، ابو لہب سب نے حج کیا ہوا ہے لیکن مشرکانہ حج توحید والا حج نہیں شرک والا حج کیا ہے۔

بہر حال، تو لات جو ہیں وہ ستو بنا بنا کر لوگوں کو پلاتے تھے ایک وقت آیا لات صاحب مر گئے۔ لوگوں نے کیا کیا کہ کیونکہ نیک اور صالح بزرگ تھا لوگوں نے اس شخص کی جگہ جہاں پر وہ ستو بناتا تھا ایک روایت ہے وہاں پتھر نصب کر دیا دوسری روایت ہے کہ جہاں پر اسے دفن کیا گیا وہاں پر پتھر نصب کر دیا گیا کوئی پتھر نشانی کے طور پر رکھ دیا گیا تاکہ پتہ چلے کہ یہ جو تھا یہ اللہ کا نیک بندہ تھا۔ اس کی جگہ کہاں پر ہے لات کی؟ طائف میں۔ یعنی آج تو ختم ہو چکا ہے لیکن بعض لوگ جو پرانے لوگ ہیں وہ جانتے ہیں کہ کس جگہ پر یہ چیز یہ بت ہوتا تھا اور کون کون سی قوم کہاں کہاں پر ہے ثقیف میں طائف میں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس معمے کو دور کر دیا۔ کون سا معمہ؟ کہ بھئی عربی جو ہیں وہ حکمت والے ہیں سمجھدار لوگ ہیں ایک بت کو اپنے ہاتھ سے بناتے ہیں پھر اسی کو سجدہ کرتے ہیں اسی سے مانگتے ہیں اسی کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے! یہ کوئی عقل والا ایسا کام کرتا ہے کوئی کوئی بھی عقلمند؟ اپنے ہاتھ سے چیز بناؤ جس کو تم بنا رہے ہو وہ تم سے اچھی نہیں ہو سکتی یاد رکھیں، اگر آپ کوئی چیز بناتے ہو اپنے ہاتھوں سے تو جو بنانے والا ہے اس سے اچھا ہے جس کو اس نے بنایا ہے قاعدہ ہے۔ تو پھر یہ سمجھدار لوگ اس بت کے سامنے کیوں سجدہ کرتے ہیں کیوں جھکتے جس کو اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے تو بڑی مشکل تھی اس مشکل کو آسان کر دیا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو مفسر قرآن ہیں جن کے لیے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی "اللَّهُمَّ عَلِّمْهُ تَأْوِيلَ" (اللہ تعالیٰ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو (چھوٹے بچے تھے) قرآن مجید کی تفسیر کا علم عطا فرمانا)۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو بڑے صحابہ ہیں ان میں مفسرین میں شمار سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہوتا تھا جو سب سے کم عمر ہیں بڑے صحابہ میں سب سے کم عمر جو ہے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے تفسیر میں یہ ان کے برابر ہیں بڑے صحابہ کے برابر ہیں ان کا وہ مقام ہے۔

صحیح بخاری کتاب التفسیر اسی آیت کی تفسیر میں سورۃ النجم آیت نمبر 20اور 19 کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں" کہ لات ایک نیک اور صالح بزرگ تھا حاجیوں کے لیے ستو بناتا تھا ان کو پلاتا تھا جب مر گیا تو اس کی قبر پر ایک پتھر نصب کر دیا گیا اور پھر اس پتھر کو پوجا گیا"۔

یعنی حقیت کیا ہے اس بت کی لات کی کیا حقیقت ہے؟ غور کس چیز پر کرنا ہے؟ اس پتھر پر نہیں کرنا وہ تو سب کو نظر آرہا ہے اس کی حقیقت پر کرنا ہے کہ اصل میں یہ بزرگ تھا نیک اور صالح انسان تھا اس کے ساتھ لوگوں کے دل جڑ گئے تھے پھر غلو کیا حد سے گزر گئے پھر اس کو معبود بنا دیا، یہ لات تھا۔

عزیٰ کیا ہے؟ عزیٰ جو ہے یہ عزیز سے لیا گیا ہے عزیز کی مادہ عزیٰ۔

عزیز کس کا نام ہے؟ العزیز اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ انہوں نے عزیٰ ایک درخت کو جو وادی نخلۃ میں موجود تھا اور یہ مکہ اور طائف کے درمیان میں ہے عزیٰ جو ہے مکہ اور طائف کے درمیان میں ہے اور وہاں اس درخت کے ارد گرد انہوں نے چھوٹی ایک دیوار بنا دی (چار دیواری) اور اس کے لیے خاص مجاور بن گئے (جو اعتکاف کرتے ہیں مجاوری کرتے ہیں) اور وہاں پر لوگوں کا مجمع آنا شروع ہو گیا اور لوگوں نے اس کی عبادت کرنا شروع کر دی اور اس کی عبادت قریش اور بنو کنانہ کرتے تھے عزیٰ کی۔ لات کی کون کرتا تھا؟ ثقیف (اہل طائف)۔ طائف اوپر ہے پھر وادی نخلة ہے۔ وادی نخلة طائف اور مکہ کے درمیان میں ہے ۔قریش اور بنو کنانہ اس کی عبادت کرتے تھے۔

پھر تیسرے نمبر پر ہے ﴿وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى﴾ اور منات۔ منات کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کا نام المنان سے لیا گیا ہے المنان اس کا تانیث منات کر دیا۔ اور یہ مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ایک بستی میں یہ بت موجود تھا اور اس کی عبادت خزاعۃ، اُوس والخزرج کرتے تھے خزاعۃ، اُوس والخزرج یہ قبیلے کرتے تھے اور جب حج کے لیے روانہ ہوتے تو ان کا میقات یہ تھا یہ بت ان کا میقات تھا ۔وہاں سے حج کی جو نیت کرنی ہوتی تھی بت کے قریب آتے پھر حج کی نیت کر کے جاتے۔

غور و فکر کرنے کے بعد، اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کے بعد یہ پتہ چلا ہے یہ اصل بگاڑ عقیدے کا جو پیدا ہوا وہ بدعت سے شروع ہوا غلو سے شروع ہوا، حد سے گزرنے سے شروع ہوا۔ اچھے جو لوگ ہیں ناں سبحان اللہ جو اچھے لوگ ہیں لوگوں کے دلوں میں ان کی جگہ ہوتی ہے اور یہ جگہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، یہ مقبولیت یہ محبت یہ پیار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس بندے کے لیے امتحان ہے دونوں کا جس سے محبت کی جا رہی ہے اور جو محبت کر رہا ہے اور شریعت نے اس محبت کی حدیں رکھی ہیں جب بھی کوئی اس حد سے گزر جائے تو وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہم محبت کرتے ہیں جو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں کرتا وہ مومن ہی نہیں ہے مسلمان ہی نہیں ہے لیکن حد ہے کہ نہیں ہے؟ حد ہے۔ کیا حد ہے؟ کہ کبھی بھی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ربّ کا درجہ نہ دینا محبت کا یہ مطلب کبھی نہیں ہے۔

کیا مطلب ربّ کا درجہ دینا؟ کیونکہ ایسے لوگ بھی ہیں جو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ربّ کا درجہ دے سکتے ہیں یا کسی کو ولی کو ربّ کا درجہ دے سکتے ہیں۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کوئی بھی صفت کسی مخلوق کو دے دیں تو برابر کر دیا کہ نہیں کر دیا شرک کسے کہتے ہیں؟! شرک برابری سے لیا گیا ہے ناں شرک کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی حق غیر اللہ کو دے دینا، یہ شرک ہے۔ جس نے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشکل کشا جانا یا حاجت روا یا بگڑی بنانے والا یا رزق عطا فرمانے والا تو اس نے انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا اور شرک اکبر میں ڈوب گیا۔

اسی طریقے سے اگر کوئی بھی شخص کسی ولی کو یہ درجہ دے دے کہ اولاد فلاں ولی دیتا ہے تو اس نے کیا کیا؟ اس ولی کو زمین سے اٹھا کر (مخلوق ہے ناں مخلوق تو زمین پر رہتی ہے) اس زمین سے اٹھا کر اسے آسمان پر لے کر اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا کیونکہ اولاد دینے والی صرف ایک ذات ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ، کوئی بھی مخلوق کوئی بھی مخلوق اولاد نہیں دے سکتی اور اگر کوئی دے سکتا تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے۔

آپ جانتے ہیں کہ سب سے پیارا کون ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو؟ ''مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ يَارَسُولَ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟'' کیا فرمایا؟ ''عَائِشَةُ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن الصحابۃ أجمعین۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تھا پھر انہوں نے عرض کی میں مردوں میں سے پوچھ رہا ہوں عورتوں میں سے نہیں۔ کیا جواب ملا؟ ''أَبُوهَا''۔ عورتوں میں سے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مجھے زیادہ پیاری ہیں اور مردوں میں سے ان کا والد۔ کون؟ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الصحابۃ أجمعین۔

سب سے زیادہ پیارے بیوی اولاد کے لیے ترستی تھیں اور وفات پا گئیں اسی تمنا کو اپنے سینے میں لیتے ہوئے وفات پا گئیں اس دنیا سے چلی گئیں اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اولاد کسی کو دیتے تو اپنی بیوی کو اولاد نہ دیتے اپنا بیٹا پیدا نہ کرتے جو ان کو سب سے زیادہ پسند اور محبوب ہے اس دنیا میں! اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو یہ طاقت دیتا کہ میرا فلان بندہ میں ذاتی طور پر خالق ہوں اور فلان بندہ عطائی طور پر خالق ہے جیسا کہ بعض صوفیوں کا عقیدہ ہے باطل عقیدہ ہے اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کسی کو یہ طاقت عطا

فرماتا کہ یہ میں تمہیں طاقت عطا فرما رہا ہوں آپ بیٹا یا اولاد کسی مخلوق کو دے سکتے ہو تو وہ کون سی ذات ہو سکتی ہے؟ کیا کوئی بھی ذات اللہ تعالیٰ کے ہاں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ شان رکھتی ہے؟ کوئی بھی نہیں۔ جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاد نہ دے سکے اور ان کے ہاتھ میں نہ تھا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت کسی کو عطا فرمائی ہے (یاد رکھیں یہ لوگوں کا وہم ہے) جو ان کے ہاتھ میں نہ تھا وہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا اور دعا کی طرف راغب ہو گئے اور اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہی حکم دیا کہ دعا کرو جو کر سکتے تھے وہ کیا۔

کیا کر سکتے تھے نام دے سکتے تھے کہ نہیں؟ کنیت ہے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کیا؟ اُم عبد اللہ (عبد اللہ کی ماں)۔ کیا عبد اللہ بیٹا تھا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا؟ نہیں بیٹا تھا۔ تو اُم عبد اللہ پھر کیسے ہو گیا؟ صرف نام دے دیا۔ وہ تو آپ بھی دے سکتے ہیں آپ بھی دے سکتے ہیں آپ بھی دے سکتے۔ نام کسی کو دینا کوئی مشکل ہے؟ نہیں ہے مشکل۔ لیکن کسی کو اولاد دینا کن فیکون تصرف ہے یہ۔ یہ صرف ربّ ذوالجلال کا یہ ربوبیت کا حصہ ہے یاد رکھیں۔

خلق، رزق، زندگی و موت، نفع و نقصان، مشکل کشائی و حاجت روائی یہ ربوبیت کے حصے ہیں اور مخلوق کو ان میں سے کوئی بھی حصہ دینا یہ شرک فی الربوبیۃ ہے جو ابو جہل، ابو لہب بھی نہیں کرتا تھا۔ ابو جہل نے اپنی دعا میں کبھی یہ نہیں کہ اے لات! اے عزیٰ! اولاد عطا فرما۔ وہ وہاں پر بکرے ذبح کرتے قربانی کرتے، نذر و نیازیں وہاں پر جا کر کرتے لیکن بتوں کو ربّ کبھی نہیں مانتے تھے وہ مشکل کشا نہیں مانتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ مشکل کشا صرف ایک ہی ہے، زندگی و موت کی مالک صرف ایک ہی ذات ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ، عبادت میں شرک کرتے تھے ربوبیت میں شرک نہ کرتے تھے وہ۔

تو یہ حقیقت ہے شرک کی کہ غلو کرنا حد سے گزرنا شرک کی دلدل میں غرق ہو جانا تو اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سی آیت میں ﴿اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى﴾ یہ چھوٹی سی دو آیتیں ہیں کہ کیا کبھی غور کیا ان چیزوں پر؟ بھئی غور کریں ان کی حقیقت کیا ہے یہ وہ بت نہیں جو تمہیں نظر آ رہے ہیں ان کی حقیقت کچھ اور ہ اگر حقیقت یہی ہوتی تو پھر سوال کی کیا ضرورت تھی!

بھئی یہ جو قرآن ہے یہ احکم الحاکمین کی طرف سے اترا ہوا ہے ایک چیز آپ کو نظر آ رہی ہے پھر اسی پر آپ سوال کیے جا رہے ہیں۔ یہ کسی حکمت والے کا عمل نہیں ہے یہ!

مطلب یہ ہے کہ جو چھپی چیز آپ کو نظر نہیں آتی اس کے بارے میں سوال کرو اور پوچھو کیا ہے۔ اس لیے صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جب قرآن مجید نازل ہوا تو انہوں نے باطل تاویل نہیں کی۔ کیوں؟ کیونکہ یہاں پر دل صاف تھا فطرت پاک

تھی دل پاک اور صاف تھا جوں ہی قرآن مجید اترتا سمجھ لیتے اور جو کبھی نہ سمجھتے تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلے جاتے۔

قصہ یاد ہے سیدنا عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رمضان میں روزہ کیسے رکھنا ہے؟ ﴿وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾(البقرة:187)(کھاؤ پیو اس وقت تک (کب تک کھاؤ پیو؟) جب تک کہ سفید دھاری کالی دھاری سے الگ نہ ہو جائے)۔ اور سیدنا عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سفید رسی لی ایک کالی رسی لی اور اپنے تکیے کے نیچے رکھ لی رات کو اٹھ اٹھ کر دیکھتے ہیں کہ کیا الگ الگ ہو گئیں کہ نہیں۔ نہیں ہوئیں پھر رکھ دی پھر کھانا شروع کر دیا کھاتے پیتے رہے۔ اب سفید (اندھیرے میں) اور کالی رسی کب الگ الگ ہو گی؟ جب صبح ہو جائے گی روشنی آ جائے گی ناں۔ اب صبح نکل آئی روشنی ہو گئی تب پتہ چلا تو روزے کو روک دیا اور چلے گئے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور عرض کیا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے رات اس طریقے سے کیا۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں دیکھیں رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے سختی نہیں کی حالانکہ غلط کام کر کے آئے ہیں جتنا ان کا علم تھا اتنا انہوں نے کیا ہے یعنی عمل تو کیا ہے کچھ کیا تو ہے تو پہلے فرمایا کہ آپ کا تکیہ اتنا وسیع ہو گیا کہ افق کو آسمان کو بھی آپ نے تکیے کے نیچے رکھ لیا! انہیں تعجب ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے سفید اور کالی دھاری وہ نہیں جو آپ کے ہاتھ میں رسی ہے یہ آسمان کی طرف دیکھو جب سفید دھاری کالی سے جدا ہو جائے یا کالی دھاری سفید دھاری سے جدا ہو جائے تب صبح کا وقت ہو جاتا ہے فجر کے وقت کا آغاز ہو جاتا ہے تب آپ نے روزہ بند کرنا ہے۔ جب علم ہوا پتہ چل گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾(لقمان:13)(شرک سب سے بڑا ظلم ہے)۔ یہ آیت قرآن مجید کی آیت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پڑھتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا شرک سب سے بڑا ظلم ہے یاد رکھیں شرک سے بڑا ظلم کوئی بھی نہیں ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جب بھی قرآن مجید نازل ہوتا تو سمجھتے اگر کوئی چیز سمجھ نہ آتی تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع کرتے اور جو حکم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے دیتے سر آنکھوں پر رکھ لیتے اپنی تاویلیں پیش نہ کرتے۔ آج کل کے دور میں یہ مصیبت ہے کہ اکثر لوگ قرآن مجید تو پڑھتے ہیں اور قرآن مجید کی باطل تاویل پیش کر کے اپنے باطل عقائد نکالتے ہیں اور اگر ان کو حق کی بات سمجھائی جائے قرآن اور سنت کی بات سمجھائی جائے تو وہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے اپنی باطل تاویل کی وجہ سے۔

اس آیت کریمہ کے متعلق اہم فوائد ہمیں کیا پیغام ملتے ہیں:

1۔قرآن مجید کی آیات کا تدبر اور غور کرنے کی اہمیت۔

2۔"وجوب إنكار المنكر" جب بھی کوئی منکر آپ کو نظر آئے تو واجب ہے کہ اس کا انکار کرے لیکن حکمت کے ساتھ حکمت ضروری ہے اور حکمت یہ ہے کہ اگر آپ ہاتھ سے روک سکتے ہیں تو ہاتھ سے روکیں، ہاتھ سے نہیں روک سکتے زبان سے روکیں، زبان سے نہیں روک سکتے تو دل سے اسے بُرا سمجھیں۔

ہاتھ سے روکنے والے اولیاء امور ہیں جو گورنمنٹ ہے یا گورنمنٹ کے ادارے ہیں، پولیس ہے، یا گھر کا سربراہ ہے اپنے بیوی بچوں پر، بچے نماز نہیں پڑھتے تو اپنے ہاتھ سے روک سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ کوئی شخص غلطی کر رہا ہے اور آپ اپنے ہاتھ استعمال کر کے اس کو روکیں یہ تو افراتفری ہے۔

اور جو ہاتھ سے نہیں روک سکتا وہ زبان سے روکے اور زبان سے وہ روکے گا جس کو علم ہے اب جاہل زبان سے کیا روکے گا! تو یہ علماء اور طلاب علم ان کا کام ہے اور جو کسی متعین مسئلے میں علم رکھتے ہیں۔ اب آپ کو پتہ ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اتنا آپ کو پتہ ہے جو بھی غیر اللہ کو پکارتا ہے آپ اس کو نصیحت کر سکتے ہیں یہ انکار منکر ہے۔

اور اگر ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے کہ نہ آپ ہاتھ سے روک سکتے ہیں نہ زبان سے روک سکتے ہیں تب دل سے اسے بُرا جاننا یہ فرض ہے یہ ہر انسان کر سکتا ہے، تو انکار منکر واجب ہے۔

3۔بتوں کی عبادت باطل ہے اور شرک ہے۔

4۔شرک کے بڑے اسباب میں سے صالحین کی محبت میں حد سے گزر جانا۔

5۔بدعت میں ملوث ہونے کا خطرہ۔

6۔جتنے بھی باطل معبود موجود ہیں دنیا میں وہ ولوگوں کے چنے ہوئے بنائے ہوئے نام ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا ﴿اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ﴾۔

آج دیکھیں جتنے بت موجود ہیں اب لات، عزیٰ، منات، ہبل، ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر یہ کیا ہیں؟ لوگوں کے بنائے ہوئے نام ہیں بت ہیں۔ تو جو بھی کسی کو نام دیتا ہے تو وہ لوگوں کا اپنا بنایا ہوا نام ہے اور ان اپنے دیئے ہوئے ناموں کو معبود بنا دیا۔

7۔اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی بیٹا ہے نہ کوئی بیٹی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہاں پر نفی فرما رہا ہے کہ بیٹی نہیں ہے تو بیٹا ہے یاد رکھیں۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے نفی کی ہے ناں کیا تم لوگوں کے لیے بیٹے ہیں اور میرے لیے

بیٹیاں ہیں تعجب کی بات ہے! تمہیں بیٹے پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بیٹیاں پسند ہیں پھر! اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ جب بیٹیاں نہیں تو بیٹے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ بیٹا ہے نہ بیٹی ہے کوئی بھی نہیں ہے۔

8۔ مشرکین کی فطرت کا بگاڑ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں مقرر کر دیں۔ یاد رکھیں جب بھی شرک دل پر پردہ ڈال دیتا ہے تو پھر دل اندھا ہو جاتا ہے یہ غور و فکر ختم ہو جاتی ہے اچھائی برائی کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ اگر واقعی ان کی عقل ہوتی تو کبھی بھی اپنے لیے بیٹے پسند نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں مقرر نہ کرتے۔ یعنی فطرت کا بگاڑ دیکھیں ناں یہ کہاں سے آیا ہے ؟جب دل کو گھیر لیا شرک نے تب ان کو کچھ نظر نہیں آرہا تھا فطرت بھی بگڑ جاتی ہے اور عقل بھی ماری جاتی ہے۔

یہاں پر ایک فائدہ ہے یاد رکھیں کہ عقل سلیم جو ہے وہ اس شخص کے پاس ہے جس کا قلب سلیم ہو، جس کا دل پاک ہے اس کی عقل بھی پاک ہے، جس کا دل صاف ہے اس کی عقل بھی صاف ہے، یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دل پاک ہو اور عقل میں بگاڑ ہو فساد ہو یا دل ناپاک ہو اور عقل اچھی ہو، نہیں ہو سکتا کیونکہ فطرت کا تعلق دل سے ہے اور دل ایک ایسی چیز ہے انسان کے جسم کے اندر اگر یہ سدھر جائے تو انسان سدھر جاتا ہے جیسا کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (کہ جسم میں ایک ایسا گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ اچھا ہو جائے سدھر جائے تو پورا بدن سدھر جاتا ہے وہ انسان اچھا ہو جاتا ہے اور اگر وہ فاسد ہو جائے اور بگڑ جائے تو پورے کا پورا انسان بگڑ جاتا ہے)۔ تو وہ کیا ہے ؟دل۔

اس آیت کی مناسبت کیا ہے باب کے ساتھ ؟ذکر ہو رہا ہو ہے تبرک کا تو مناسبت کیا ہے اس آیت کی ؟

یاد رکھیں اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ مشرکین کی بتوں کی عبادت کی وجہ جو ہے وہ اصل میں ان میں برکت سمجھنے سے ہوئی یعنی ہمیں خیر ان بتوں سے مل سکتا ہے یا یہ بت ہمارے کسی نقصان کو دور کر سکتے ہیں۔ جب یہ عقیدہ ہوا اور اس کی وجہ سے شرک پھیلا تو اللہ تعالیٰ یہاں پر آگاہ کر رہے ہیں کہ جس نے بھی کسی پتھر کی نشانی لات یا کوئی درخت جیسا کہ عزیٰ یا کوئی قبر جیسا کہ منات یا لات کی بھی قبر پر پتھر رکھ دیا گیا تو جس نے بھی کسی پتھر یا درخت سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کی اس نے بھی مشرکین عرب کی طرح شرک کیا یہ مناسبت ہے آیت کی۔

پھر شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان کی ہے سنن ترمذی میں حدیث نمبر 2180:

"عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ" (سیدنا ابی واقد اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)" قَالَ" (بیان کرتے ہیں)" خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى حُنَيْنٍ" (کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حنین کی طرف جا رہے تھے)" وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ" (اور ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے)" وَلِلْمُشْرِكِينَ سِدْرَةٌ يَعْكُفُونَ عِنْدَهَا" (راستے میں مشرکین کی ایک بیری کا

درخت موجود تھا وہ عظمت اور برکت کے خیال سے اس کے پاس آکر ٹھہرتے تھے یعنی مجاوری کرتے تھے)''وَيَنُوطُونَ بِهَا أَسْلِحَتَهُمْ''(اور برکت حاصل کرنے کے لیے اپنے ہتھیار بھی اس پر لٹکایا کرتے تھے)''يُقَالُ لَهَا''(اس کا نام تھا)''ذَاتُ أَنْوَاطٍ''(ذات انواط اس کا نام تھا)''فَمَرَرْنَا بِسِدْرَةٍ''(چلتے چلتے ہم نے بھی ایک بیری کا درخت دیکھا)''فَقُلْنَا''(تو ہم نے کہا ہم نے عرض کی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے)''يَا رَسُولَ اللهِ''(اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ''اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ''(ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط بنا دیجیے)۔یعنی جیسے مشرکین کا ذات انواط ہے یہ بیری کا درخت ہے آپ ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمادیں'' كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ''۔''فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ''(پس پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)''اللهُ أَكْبَرُ إِنَّهَا السُّنَنُ''(اللہ اکبر یہی تو گمراہی اور سابقہ قوموں کے راستے ہیں)''قُلْتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ''(اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے وہی بات کہی)''كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى''(جو بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہی تھی)﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ (الاعراف:138) (کہ اے موسیٰ! جیسے ان بت پرستوں کے معبود ہیں آپ ہمارے لیے بھی ایک معبود مقرر کر دیں)﴿قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾(تو سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو جواب دیا بے شک تم لوگ وہ قوم ہو جو جہالت کرتے ہیں جاہل ہیں)۔پھر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''لَتَرْكَبُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ''(تم بھی پہلے امتوں کے طریقوں پر ضرور چلو گے)۔یہ حدیث مبارکہ ہے صحیح روایت ہے۔

سیدنا ابو واقد اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا نام ہے الحارث بن عوف اور یہ مشہور صحابی ہیں ان وفات سن 68ھ میں ہوئی۔

جو مشکل الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کے میں خاص معنی بیان کر دیتا ہوں:

''حُنَيْنٍ''آپ جانتے ہیں غزوہ حنین، ایک خاص جگہ ہے مکہ کے قریب اسے حنین کہا جاتا ہے جہاں پر غزوہ حنین بھی ہوئی تھی جنگ حنین ہوئی تھی۔

''حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ''یعنی ہم نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔یعنی آپ جانتے ہیں فتح مکہ 8ھ میں ہوا فتح مکہ کے فوراً بعد جنگ حنین ہوئی غزوہ حنین ہوا تو فتح مکہ کے موقع پر کافی کافر مسلمان ہوئے مشرکین جو تھے تو ابھی ابھی وہ نئے مسلمان ہوئے تھے۔

''يَعْكُفُونَ''یعنی مجاوری کرنا، اعتکاف یعنی مجاوری کرنا۔مجاوری میں کیا ہوتا ہے؟ مجاوری اس لیے کی جاتی ہے کہ کسی جگہ کو متبرک سمجھا جائے اس کی برکت کی وجہ سے یعنی کوئی خیر کے لیے بندہ وہاں پر بیٹھے گا ورنہ کیوں بیٹھا ہے وہاں پر کس لیے بیٹھا ہے! تو مجاوری یاد رکھیں مجاوری کا مطلب ہے کسی خاص جگہ کو بابرکت سمجھتے ہوئے وہاں پر بیٹھنا یہ مجاوری ہے۔

''يَنُوطُونَ'' لٹکانا جیسے میں نے بیان کیا۔

''ذَاتَ أَنْوَاطٍ''یعنی انواط والی اس کا نام تھا۔

''اللهُ أَكْبَرُ''کہا جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے ہوئے تعجب کیا جاتا ہے تعجب کے وقت اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔

''السُّنَنُ''یعنی طریقے، راستے۔

''لَتَرْكَبُنَّ''یعنی تم اتباع ضرور کروگے۔

''مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ''تم میں سے پہلے جو تھے یعنی یہود و نصاری پچھلے لوگ۔

اس حدیث میں دیکھیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسلحہ اٹھائے جنگ کے لیے جا رہے ہیں راستے میں بیری کے درخت موجود تھے جو مشرک تھے ان کا ایک خاص بیری کا درخت تھا جس کو وہ بابرکت سمجھتے تھے برکت والا درخت سمجھتے تھے اور اپنا اسلحہ وہاں پر لٹکاتے تھے تلواریں خنجر وغیرہ ڈھال وغیرہ اس لیے لٹکاتے تھے کہ اس درخت کی برکت اس تلوار میں یا اس اسلحے میں منتقل ہو جائے اور جنگ کے وقت کافی اچھا ثابت ہو، یہ عقیدہ تھا مشرکین کا۔

اچھا یہ جو درخت ہے اب آپ کے اسلحے کو یہ کیسے ٹھیک کر سکتا ہے؟! تلوار ہے آپ نے اس کو لٹکایا ہے تاکہ اس کی دھار تیز ہو جائے اب درخت نے اس تلوار کی دھار کو تیز کیسے کرنا ہے؟! یہ ایک عقیدہ تھا کہ یہ درخت بابرکت ہے جس نے بھی اس درخت کے اوپر کوئی چیز لٹکائی اس شخص کو فائدہ ضرور ہوا۔ اب کیونکہ جنگ پر جا رہے ہیں جنگ کی تیاری ہے تو جنگ میں عام طور پر مقابلہ ہوتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ کامیابی ہماری ہو ناکامی مخالف کی ہو۔ جب بعض لوگوں نے دیکھا کہ وہ تو اپنا اسلحہ وہاں پر لٹکا رہے ہیں ان کو فائدہ ہو رہا ہے تو ہم کیوں اس فائدے سے محروم ہوں!

لیکن کیا خود اپنی مرضی کی جلدی سے جا کر بیری کے اوپر اپنا اسلحہ لٹکایا یا اپنے لیڈر جو تھے اپنے امام جو تھے اپنے امیر جو تھے اس وقت ان سے مشورہ کیا؟ دیکھیں ادب دیکھیں اگرچہ نئے نئے مسلمان ہوئے لیکن یہ ادب موجود تھا ان کے اندر جاہلیت میں بھی کسی کو بڑا کر دیا تو پھر اس کے ماتحت ہو جاتے اس بڑے کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ تو گئے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کافروں کے لیے ایک خاص بیری کا درخت ہے جہاں پر اپنا اسلحہ لٹکاتے ہیں برکت حاصل کرتے ہیں آپ ہمارے لیے ایک درخت متعین کر دیں جس کے اوپر ہم بھی اپنا اسلحہ لٹکائیں اور ہمارا اسلحہ بھی بابرکت ہو جائے۔

اچھا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جا کر یہ عرض کرنا اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی درخت کو ہاتھ لگا دیں تو وہ بابرکت ہو گیا یعنی یہ بھی عقیدہ تھا یعنی اشارہ کر دیں کہ یہ درخت چن لو یا وہ درخت لے لو تو وہی درخت متعین ہو گیا اب اس میں برکت آ گئی یہ گمان لے کر گئے تھے بعض (سارے نہیں بعض)۔ لیکن راوی دیکھیں اپنی برأت پیش کرنے کے لیے کیونکہ یہ بات بہت سخت ہونے والی اپنی برأت پہلے پیش کر دی ہے "وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ" (ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے) تاکہ حدیث پڑھنے والا پہلے سمجھ لے اچھے طریقے سے جلد بازی نہ کرے اور ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے یعنی اپنے آپ کو بَری کر لیا پہلے سے۔

تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات سنی۔ حالانکہ مطالبہ کیا تھا کوئی شرک کا مطالبہ تھا درخت کو سجدہ کرنا تھا یا درخت سے کوئی دعا منگوانی تھی یا یہ کہنا تھا کہ اے درخت ہماری مدد فرما کافر کے مقابلے میں ہم جا رہے ہیں کوئی ایسے لفظ تھے؟ نہیں! صرف اسلحہ لٹکانے کی اجازت ہے تاکہ اس میں برکت منتقل ہو جائے بس اتنی گزارش تھی۔ دیکھیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید غصے میں آئے اور فرمایا "اللهُ أَكْبَرُ" (پاک ہے وہ ذات بڑی ہے وہ ذات عظیم ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں نفع اور نقصان ہے جس کے ہاتھ میں برکت ہے)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو ہم نے چھوٹی سی بات کا مطالبہ کیا اب اتنا غصہ! آگے فرمایا "إِنَّهَا السُّنَنُ" (یہی گمراہی کے راستے ہیں)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور تعجب ہوا! دیکھیں ایک چھوٹی سی بات پھر اس سے بڑی پھر اس سے بڑی تدرج دیکھیں سختی میں بھی تدرج ہے کہ یہ گمراہی کے راستے ہیں۔ پھر سوچنے لگے بھئی کون سی؟! اب ان کو پتہ چل گیا کہ غلطی ہم سے کوئی ہوئی ہے کہیں پر ہوئی ہے پتہ نہیں کون سی ہے لیکن کہیں پر غلطی ضرور ہوئی ہے۔

آگے دیکھیں آگے اگلا لفظ اس سے مشکل ہے "قُلْتُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ" ((اب قسم بھی کھائی ہے) تم لوگوں نے ایسی بات کہی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جس کی مٹھی میں میری جان ہے)۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور پریشانی ہوئی بھئی ہم نے کون سی اتنی بڑی بات کر دی! کیا بات کہی؟" كَمَا قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ لِمُوسَى" (جیسا کہ بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے مطالبہ کیا تھا)۔

کس چیز کا مطالبہ کیا تھا بنی اسرائیل نے کیا مطالبہ کیا تھا؟

جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو ہلاک کیا سمندر میں غرق کیا غرق ہو گیا فرعون جو ربوبیت کا دعویٰ کرتا تھا کہ میرے نیچے سے یہ نہریں جا رہی ہیں میں ہی ربّ ہوں بلکہ سب سے بڑا ربّ ہوں اللہ تعالیٰ نے اسی پانی میں اسے غرق کر دیا۔ بے چارا یہ سمجھتا تھا کہ

میں ہی مالک ہوں اللہ تعالیٰ نے تھوڑی سی عزت کیا دے دی امتحان کے لیے لیکن اس بے چارے سے برداشت نہ ہوئی اور غرق ہو کر مر گیا۔ جوں ہی بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور سمندر کے دوسرے کنارے کی طرف گئے تو چلتے چلتے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ بت کی عبادت کر رہے ہیں۔ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ!۔ فرق دیکھیں حدیث میں کیا ہے "يَا رَسُولَ اللهِ" یا محمد نہیں سنیں گے آپ کہیں بھی ادب دیکھیں اور بنی اسرائیل کہتے ہیں ﴿يٰمُوْسَى﴾ (اے موسیٰ)۔

یاد رکھیں یہودی جو ہیں شاید ان کی گھٹی میں ہے سبحان اللہ کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی قدر نہیں کرتے یہ لوگ آج بھی دیکھیں بائبل میں جو تحریف شدہ بائبل ہے محرف جو ہے اپنے ہاتھ سے جو لکھی ہے یعنی جو تبدیل کیا وہ بھی بُرا تبدیل کیا۔ تبدیل کرنا ویسے بُرائی ہے لیکن تبدیل کرنے کے بعد بھی ان کو کوئی اچھے الفاظ نہ ملے! تو انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کی گستاخی یہودی ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔

اب یہاں پر دیکھیں "يَا رَسُولَ اللهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ" اور وہاں پر ﴿يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ (اے موسیٰ! اس قوم کا تو کوئی ربّ ہے جس کو وہ پوجتے ہیں کوئی معبود ہے اب ہم کس کی عبادت کریں ہمارے لیے بھی کوئی متعین کر دیں کوئی بت ﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾)۔ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پریشان ہوئے ایک معجزہ نہیں دو نہیں تین نہیں نو معجزے اللہ تعالیٰ نے دکھائے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں بنی اسرائیل نے! نو معجزے، کبھی لاٹھی سانپ بن رہی ہے، ہاتھ سفید ہو گیا، آسمان سے خون کی بارشیں کر دیں، مینڈک کی کبھی بارش آ رہی ہے، کبھی قحط سالی ہو گئی ہے، کبھی زمین سے پانی نکل آیا سیلاب آ گیا، نو نشانیاں اپنی انکھوں سے دیکھیں اس کے باوجود بھی ﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾۔

یہ کون سی قوم ہے یہ کیا چیز ہے! یہ کس مٹی سے بنی ہوئی ہے! دیکھیں صبر دیکھیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کا سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ﴿اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾ اب اس سے بڑے لفظ کیا کہیں اب کیا کہیں ان کو! بھئی تم تو جاہل ہو بس۔ تمہیں نظر نہیں آتا کہ فرعون کے شر سے نجات کس نے دی ہے بت نے دی ہے کس ذات نے دی ہے؟! جو ذات تمہیں اس نقصان سے نکال کر امن وامان کی طرف لے کر آئی ہے وہی واحد ذات ہے جو عبادت کے لائق ہے بس اور کوئی نہیں یعنی جس کے ہاتھ میں نفع نقصان ہے وہی عبادت کے لائق ہے کوئی اور ذات نہیں ہے۔

تو پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں پر مثال کون سی دی؟

شرک اکبر کی مثال دی ہے کفر کی مثال دی ہے کہ بھئی تم لوگوں نے وہی مطالبہ کیا مجھ سے جو بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے مطالبہ کیا! یعنی آپ کا یہ اقدام کہ کوئی بھی درخت برکت والا ہے یا کوئی بھی درخت ہمیں نفع پہنچا سکتا ہے یا

کوئی نقصان دور کر سکتا ہے اس درخت کو آپ نے معبود بنا دیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جیسا کہ بنی اسرائیل نے مطالبہ کیا تھا اس قوم کی طرح جو بت کی عبادت کرتی تھی تم لوگوں نے بھی وہی مطالبہ کیا برابر۔

اور آخر میں پھر پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر بھی دے دی کہ آج تم لوگوں نے یہ مطالبہ کیا بغیر سوچے سمجھے کہ کسی اور قوم نے بھی ایسا کوئی مطالبہ کیا ہے کہ نہیں تم ضرور گزرے ہوئے لوگوں کے راستے پر ضرور چلو گے۔

یعنی یہ امت جو ہے میری یہ تقلید کرے گی اندھی تقلید کرے گی اور ایک روایت میں آیا ہے کون ہے یہ کون سی قوم ہے؟ یہود و نصاریٰ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعین کر دیا کہ یہ یہود و نصاری ہیں۔

تو آج دیکھیں ہمارے معاشرے میں مسلمان جو گھرانے آج موجود ہیں ہمارا جو معاشرہ ہے اس کے اندر کتنی یہودیت اور کتنی نصرانیت پھیلی ہوئی ہے! ہمارا لباس، ہمارا رہن سہن، ہمارے گھر کے اندر ہمارے گھر کے باہر، روڈوں (سڑکوں) پر، باغیچوں میں پارکس کے اندر یا بازاروں میں ہماری دنیا اور ان کی دنیا میں کیا فرق ہے فرق نظر آتا ہے آپ لوگوں کو؟! یعنی ان کا لباس دیکھیں ہمارا اپنا لباس دیکھیں مسلمانوں کا، ان کی شکل دیکھیں مسلمانوں کی شکل کی دیکھیں، راستے میں اگر دو لوگ چل رہے ہیں آپ کو پتہ ہی نہیں چلے گا مسلمان کون ہے غیر مسلم کون ہے!

آپ یہاں پر تو چلو الحمد للہ کچھ ماحول ہے الحمد للہ کچھ اچھا معاشرہ ہے comparatively دوسرے ملکوں سے اگر انگلینڈ میں آپ دیکھتے ہیں یا یورپ میں جائیں امریکہ میں جائیں یہ شکر ہے کہ رنگ سے پتہ چل جاتا ہے ہم کیا کریں رنگ تو تبدیل کر نہیں سکتے اپنا بلکہ شکل وصورت تو تبدیل ہو گئی ہے وہ آسانی ہے میک اپ کر کر کے داڑھی کو اڑا کر مونچھوں کو اڑا کر بالوں پر ڈائی لگا کر شکل تو ہم نے تبدیل کر لی ہے لباس بھی تبدیل ہو گیا ہے لیکن رنگ کا مسئلہ ہے یہاں سے مار کھا گئے بے چارے ورنہ پوری کوشش تھی کہ یہ بھی تبدیل ہو گیا تو بس کام بن گیا ہمارا لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔

سبحان اللہ۔

بہر حال تو یہ وہ راستے ہیں جن سے ہمیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے آگاہ کیا کہ اگر تم لوگوں نے گمراہی کے راستے سے بچنا ہے تو یاد رکھنا ان گمراہ لوگوں کے راستوں کو کبھی نہ اپنانا یہ قاعدہ ہے میرے بھائی یاد رکھیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص ایک گمراہ کے پیچھے چلتا جائے اور وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائے گا یاد رکھیں۔ آپ نے مکہ جانا ہے آپ مکہ کے روڈ پر ہی جائیں گے اگر آپ ایسی گاڑی کے پیچھے لگیں گے جو مدینے کی طرف جا رہی ہے تو آپ کبھی مکہ پہنچ نہیں سکتے۔ پہنچ سکتے ہیں کبھی؟ نہیں پہنچ سکتے۔

آپ کی منزل مقصود وہ ہے جہاں پر آپ جانا چاہتے ہیں اور آپ اس منزل تک تب پہنچ سکتے ہیں جب آپ اسی راستے کو اپنائیں گے جو اس منزل کی طرف جاتا ہے کسی اور راستے کو اپنا لیا غلطی سے یا جان بوجھ کر بھی تو آپ کبھی بھی منزل مقصود پر نہیں آ سکتے گمراہی میں بھٹکتے رہیں گے زندگی ساری یہ ایک عملی مثال ہے اور عقیدے کے مسائل منہج کے مسائل ان سے بھی بہت زیادہ مشکل ہیں اور بہت زیادہ سخت ہیں کہ پاؤں پھسلا گمراہی کے دلدل میں گر گئے پھر نکلنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ یعنی جو دنیا میں کوئی راستہ بھول جاتا ہے تو بھٹکتے بھٹکتے راہ راست پر آ ہی جاتا ہے پتہ چلتا ہے کہ میں غلط جا رہا تھا لیکن عقیدے کے ایسے کٹھن مسائل ہیں اور دل کے معاملے اتنے عجیب سے ہوتے ہیں یہ دل جہاں پر جڑ جائے تو وہاں سے ہٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اس لیے میرے بھائی یاد رکھیں عقیدے کے متعلق یاد رکھیں اپنے عقیدے کو بالکل واضح اور صاف رکھا کرو۔

قرآن اور سنت چھپے ہوئے نہیں ہیں میرے بھائیو! ہمارے عقیدے میں ظاہر باطن نہیں ہوتا یہ باطنی، رافضی، صوفیوں کے عقائد ہیں کہ ظاہر اور ہے باطن اور ہے۔ نہیں میرے بھائیو! عقیدہ ہمارا صاف ہے سورج کی طرح صاف شفاف چمک رہا ہے۔ کسی بچے سے پوچھیں سورج کیا ہے چاند کیا ہے وہ بتا دے گا کہ سورج کیا ہوتا ہے چاند کیا ہوتا ہے۔ مخفی ہے کسی سے؟ مخفی نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ بھی اتنا ہی صاف ہے سلفی عقیدہ بالکل صاف ہے تو عقیدے کو سمجھو اور عقیدے کو سمجھنے کے لیے اس راستے پر چلو جو سلف صالحین کا راستہ ہے عقیدہ وہی اپناؤ جو سلف صالحین کا ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق کا عقیدہ تھا جو سیدنا عمر فاروق کا عقیدہ تھا جو سیدنا عثمان غنی کا عقیدہ تھا جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عن الصحابۃ أجمعین کا عقیدہ تھا اس عقیدے کو اپناؤ باقی جتنے بھی راستے اِدھر اُدھر جا رہے ہیں سارے گمراہی کے راستے ہیں یاد رکھیں سارے گمراہی کے راستے ہیں اگرچہ وہ خوبصورت کیوں نہ ہوں۔ بعض لوگ اپنی زبان سے جو مٹھاس اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہوتی ہے یہ بیان یا اچھا انداز بولنے کا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے اللہ تعالیٰ دیتا ہے بہت سے لوگوں کی زبان میں مٹھاس ہے لیکن کہاں لے کر جاتے ہیں لوگوں کو؟ گمراہی کی طرف شرک کی طرف بدعات کی طرف خرافات کی طرف اور لوگ آنکھیں بند کر کے چلے جا رہے ہیں چلے جا رہے ہیں اندھیرے میں زندگی گزار رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی نور ہے یہی زندگی ہے۔

گمراہی کے راستے بالکل واضح ہیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اندھیرے میں نہیں چھوڑا "تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْمَحَجَّةِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لا يَزِيغُ عَنْهَا إِلاَّ هَالِكٌ" (تمہیں ایسے سفید میدان پر چھوڑے چلے جا رہا ہوں جس کے دن کی روشنی اور رات کا اندھیرا دونوں برابر ہیں (یعنی رات کے اندھیرے میں بھی دن کی روشنی ہے رات میں بھی اندھیرا نہیں ہے روشنی ہی روشنی ہے) صرف وہ شخص ہلاک ہو گا جو اس راستے سے ہٹ جائے گا اور جو اس سے ہٹ جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا)۔

"لا يَزِيغُ عَنْهَا إِلاَّ هَالِكٌ" یاد رکھیں۔

آتے ہیں فوائد کی طرف:

1۔اگر کوئی بات واضح کرنی ہو تو وقت پر واضح کرنا مستحب ہے،اگر کوئی بات یا کسی بات کو وضاحت کی ضرورت ہے تو اسی وقت متعین وقت پر واضح کرنا مستحب ہے اور بعض وقت واجب بھی ہو جاتا ہے یاد رکھیں بعض اوقات۔

یعنی سیدنا ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "وَنَحْنُ حُدَثَاءُ عَهْدٍ بِكُفْرٍ" پہلے سے اپنی برأت بیان کر دی ہے کیونکہ یہاں پر ضرورت تھی اس چیز کی۔

2۔لوگوں کے دلوں سے باطل عقائد نکالنا بہت مشکل ہے۔

3۔اعتکاف (مجاوری) عبادت ہے۔

4۔جاہل اگر اپنی جہالت کی وجہ سے کوئی غلط عمل کر لیتا ہے اور علم حاصل کرنے کے بعد اس عمل کو چھوڑ دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔جاہل اگر جہالت کی وجہ سے کوئی غلط عمل کر لیتا ہے غلطی ہو جاتی ہے اس سے جہالت کی وجہ سے لیکن علم حاصل کرنے کے بعد اس عمل کو چھوڑ دیتا ہے اس بُرائی کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ معذور ہے اس پر کوئی حرج نہیں۔

یعنی کیا مطلب ہے؟اگر علم حاصل کرنے کے بعد پھر بھی وہ ہٹ دھرمی کر کے اسی گمراہی پر چلتا ہے اسی بدکاری پر چلتا ہے تب تو وہ گناہ گار ہے اللہ تعالیٰ کے سامنے پھر جاہل نہیں ہے ناں وہ اسے علم کا پتہ تو چل گیا ناں اسے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بیان کر دیا کہ یہ راستے جو ہیں یہ یہود و نصاریٰ کے راستے ہیں کسی درخت میں کوئی تبرک نہیں ہے کوئی برکت نہیں ہے رک گئے کہ نہیں رک گئے پھر مطالبہ کیا؟

پھر مطالبہ نہیں کیا۔پہلے جہالت تھی جہالت جو ہے وہ علم سے دور ہوئی اور انہوں نے اپنے اس مطالبے کو روک دیا۔

5۔جاہلیت اور مشرکین سے تشبہ کرنا حرام ہے،اہل جاہلیت اور مشرکین کے ساتھ تشبیہ کرنا حرام ہے۔

6۔تعجب کے وقت اللہ اکبر کہنا جائز ہے۔

7۔اگر کوئی بڑی مشکل پیش آجائے تب بھی اللہ اکبر کہنا جائز ہے،کوئی بھی بڑی مشکل یا پریشانی آجائے تب بھی آپ اللہ اکبر کہہ سکتے ہیں۔

8۔"وجوب سد ذرائع" کہ کوئی بھی چیز اگر گمراہی کی طرف لے کر جاتی ہے تو اس کو روکنا واجب ہے یعنی برائیوں کا سد باب کرنا واجب ہے۔

9۔ جاہل صوفیوں کا رد جو یہ سمجھتے ہیں کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کن فیکون عطا فرمایا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں تو اپنی جان بھی نہیں ہے۔ کس کے ہاتھ میں جان ہے؟ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ" (اس ذات کی قسم جس کی مٹھی میں میری جان ہے)۔ تو جو اپنی جان کا مالک نہیں ہے وہ کائنات کا مالک کیا بن سکتا ہے؟!

10۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی صفت کا ثبوت ثابت ہونا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے کما یلیق بجلاله سبحانه وتعالی مخلوق کے ہاتھوں سے بالکل ہٹ کر کیفیت ہم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور مثل بھی ہم نہیں جانتے کہ کیسا ہاتھ ہے اور تحریف اور تأویل بھی ہم نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ کما یلیق بجلاله سبحانه وتعالی۔

11۔ مسلمان جنگ حنین میں مغلوب ہوئے ان کو شکست مل گئی ایک لفظ کی وجہ سے ایک کلمے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آیا۔ کیا تھا؟ "اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ" "ہمارے لیے بیری کا درخت مقرر کر دیں اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ آیا حالانکہ دیکھا جائے کہ لشکر کی تعداد فتح مکہ سے بھی زیادہ تھی دس ہزار فتح مکہ میں اور بارہ ہزار یہاں پر ہو گئے۔

اور دوسری وجہ بھی ہے شکست کی دوسری وجہ بھی ہے کہ بعض لوگوں نے کہا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے کہ آج ہم کثرت سے کبھی شکست نہیں کھا سکتے۔

"ہم، میں، انا" اللہ کو پسند نہیں ہے تکبر کی دور سے ایک گھن آئی بس تکبر ہے اللہ تعالیٰ کو تکبر کبھی پسند نہیں ہے کہ آج ہم لوگوں کی تعداد زیادہ ہے آج ہم شکست نہیں حاصل کر سکتے آج جیت ہماری ہے۔

بھئی جیت کثرت تعداد میں کہاں پر ہے یہ کس نے کہا ہے کہ کامیابی کثرت تعداد میں ہے؟!

کامیابی میرے بھائی کثرت تعداد میں نہیں ہے کامیابی ہے صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جس کو اللہ تعالیٰ چاہے کامیاب کر دے اور جس کو چاہے ناکام کر دے لیکن کامیابی کے راستے متعین کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے اور ناکامی کے راستے بھی متعین کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے۔

ہمارے اوپر کیا فرض ہے؟ کہ ہم کامیابی کے راستے کو اپنائیں اللہ تعالیٰ آسانی فرمائے گا۔ جو لوگ ناکامی کے راستے کو اپناتے ہیں پھر کامیاب ہونا چاہتے ہیں یہ ناممکن ہے، بدکاریاں کر کے شرک کر کے بدعات خرافات کر کے نافرمانیاں کر کے تم کامیاب ہونا چاہتے ہو کبھی نہیں ہو سکتا یاد رکھیں کیونکہ یہ وہ راستہ نہیں ہے یہ کامیابی کا راستہ نہیں ہے۔

بے نمازی ہیں، سود خور ہیں، زناکار ہیں، حرام خور ہیں سراپا حرام سے بھرے ہوئے ہیں پھر کہتے ہیں بھئی ہم ذلیل کیوں ہیں ہماری کامیابی کب ہو گی؟ ہم پر یہ کافر مسلط کیوں ہیں؟ صبح اٹھتے ہی آنکھ سے دیکھتے ہیں حرام، زبان سے بولتے ہیں حرام، کان سے

سنتے ہیں حرام، ہاتھ چلتے ہیں حرام پر پاؤں چلتے ہیں حرام پر، پیٹ کے اندر حرام، دماغ کے اندر حرام دل کے اندر حرام، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کامیابی عطا فرمائے گا؟!

نہیں میرے بھائیو! ہر گز نہیں کامیابی کے راستے معروف ہیں ناکامی کے راستے بھی معروف اور واضح ہیں آج یہ امت کامیابی کے راستے پر چلنے کے لیے تیار ہو جائے اور سب سے پہلا راستہ ہے کامیابی کا توحید یہ بنیاد ہے اس راستے کی میرے بھائی یاد رکھیں بنیاد ہے جس نے اس بنیاد کو نہیں سمجھا وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا یاد رکھیں نہ دنیا میں نہ آخرت میں ناکامی ہی ناکامی ہے اس کے پیچھے۔ تو آج امت میں جو بھی مصیبت ہے جو بھی ذلت ہے اس کے ذمہ دار ہم خود مسلمان ہیں:

(۱) نہ تو سب سے بڑی وجہ امریکہ ہے جو ہمارا دشمن ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہمارا بھی دشمن ہے ہمارے دین کا بھی دشمن ہے اور نہ وجہ یعنی کافر کی طاقت وجہ نہیں ہے ہماری ذلت کی۔

(۲) نہ وجہ ہے ہمارے بکے ہوئے حکمران یہ بھی وجہ نہیں ہے

(۳) اور نہ ہی وجہ ہے ہماری کم تعداد ہمارے فرقے جو بنے ہوئے ہیں مسلمانوں کے الگ الگ ہیں ہم لوگ۔

یہ بنیادی وجوہات نہیں ہیں میرے بھائیو! ہاں یہ وجہ ہو سکتی ہے لیکن بنیادی وجہ کے بعد۔ کوئی شک نہیں ہے کہ کافر دشمن ہمارا دشمن ہے دین کا بھی دشمن ہے طاقتور ہے وہ تو اپنی طاقت دکھائے گا توڑنے کی کوشش کرے گا۔ مسلمان بٹ چکے ہیں فرقے فرقے بٹ چکے ہیں قرآن اور سنت کی طرف آتے نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں ہر بندہ کہتا ہے میں حق پر ہوں۔ تو کیا ہم اکٹھے ہو جائیں جمع ہو جائیں باطل پر؟!

یعنی بعض لوگ کہتے ہیں بھئی آپ لوگ اکٹھے ہو جائیں کافر دروازے پر کھڑا ہے ہماری عزتیں، ہمارے مال، ہمارا جان، ہمارا دین خطرے میں ہے آج اکٹھے ہو جاتے ہیں سارے جتنے بھی فرقے ہیں شیعہ (رافضی) ہے یا بریلوی ہے یا دیوبندی ہے یا قادیانی ہے یا پرویزی ہے یا اہل حدیث ہے جتنے بھی لوگ ہیں سب اکٹھے ہو جائیں آج دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں جب دشمن کو توڑ دیں گے تب اپنے فیصلے بعد میں کریں گے۔ اچھا جو آپس میں یہ عقیدے کا اختلاف ہے یہ؟! یہ بعد کی بات ہے۔ یعنی دل میں بغض ہو پھر بھی ہم اکٹھے ہوں؟! کوئی حرج نہیں ہے جان بچانے کے لیے جائز ہے کوئی حرج نہیں ہے دل کا بغض بعد میں دیکھا جائے گا۔

یہ کس کا راستہ ہے دل کے اندر نفرت ہے اور ظاہراً آپس میں جڑے نظر آتے ہیں ﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى﴾ (الحشر: 14) کون ہیں یہ؟ یہودی ہیں یہ وہی یہودیوں کے راستے ہیں جن سے ہمیں پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے تم لوگ ضرور ان کے راستوں پر چلو گے ان قوموں کے راستوں پر ضرور چلو گے۔

آج لوگ چل رہے ہیں سمجھتے ہیں ہم حق پر ہیں یہ ناکامی کا راستہ ہے اگر آج اس امت نے اس راستے کو اپنا لیا اور سب اکٹھے ہو گئے باطل کے اوپر تو اللہ کی قسم کبھی کامیابی نہیں آسکتی۔ یعنی دیکھیں کیسے ہو سکتا ہے کہ رافضی صبح و شام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتے ہیں لعنت بھیجتے ہیں مرتد سمجھتے ہیں، اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہم کو بھی گالی دیتے ہیں مرتد سمجھتے ہیں اور میں کہوں ٹھیک ہے بھئی ہاتھ میں ہاتھ ملا لیتے ہیں گالی دینا ہے تو اپنے گھر میں دے دینا میرے سامنے گالی نہ دینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو۔

صوفی کہتا ہے میں نے قبر کا طواف کرنا ہے میری مدد یہ کرے گا قبر والا کرے گا یہ ولی ہماری مدد کرے گا اور ہمیں نصرت عطا فرمائے گا۔ میں کہوں گا ٹھیک ہے بھئی تمہارا عقیدہ ہے تم جانو ہاتھ میں ہاتھ ملا لیتے ہیں میرے سامنے نہ کہنا یا غوث مدد دل میں کرتے رہنا گھر میں کرتے رہنا۔

قادیانی کہتا ہے بھئی ہمارا جو مرزا ہے وہ آخری نبی ہے۔ میں اسے یہ کہوں کوئی بات نہیں اپنے گھر میں جا کر جو کچھ کہتے رہو میرے سامنے آخری نبی نہ کہنا ہم سب ایک ہے۔

پرویزی کہتا ہے کوئی دنیا میں حدیث نہیں ہے حدیث کا مکمل انکار ہے صرف قرآن پر عمل کرو بس۔ میں کہوں کوئی بات نہیں ہم اکٹھے ہیں بعد میں حدیث کی بات کریں گے بحث بعد میں کریں گے ابھی ہم سب ایک ہیں اگر آپ نے انکار کیا میرے سامنے انکار نہ کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا۔

﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى﴾ ظاہراً تو ہم ایک ہو جائیں گے لیکن باطن تو ہم دور دور ہیں کیسے جڑ سکتے ہیں دل! جب عقائد مختلف ہیں سب کے تو دل کیسے جڑ سکتے ہیں دل تو نہیں جڑیں گے اور ظاہری جوڑ جو ہے یہ بہت جلدی ٹوٹ جائے گا اور اس کا خطرہ بہت زیادہ ہو گا! اس لیے دیکھیں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ اُوس والخزرج ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اسلام سے پہلے خون کے پیاسے تھے کیسے جمع ہوئے کیا پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا بھئی ظاہراً ان کو جوڑ دیں آپس میں جو مسائل ہیں بعد میں حل کریں گے ابھی مشرکین مکہ آرہے ہیں جنگ کا وقت ہے جنگ ہم نے کرنی ہے ہزاروں کی تعداد ہے آپ کی تعداد تین سو تیرہ ہے ایک تو تعداد پہلے سے کم ہے نہیں بس ظاہراً جڑ جاؤ بعد میں دیکھا جائے گا یہ حکم دیا تھا اللہ تعالیٰ نے؟!

اللہ تعالیٰ نے خود جب انہوں شرک اور بدعات اور خرافات کو اپنے دل سے نکال دیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں کو جوڑ دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکے۔

ان کے دلوں کو کس نے جوڑا ہے ؟اللہ تعالیٰ نے جوڑا ہے جب دل جڑ گئے دیکھیں دل پہلے پاک ہوا اُوس والخزرج تو پہلے سے ہی موجود تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو کیوں نہیں جوڑا؟ خون کے پیاسے تھے ایک دوسرے کے پھر یہی اُوس والخزرج تھے ایک دوسرے کے لیے جان دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ آخر وجہ کیا تھی تبدیلی کہاں پر ہوئی ؟لا الہ الا اللہ کا نور جب دل میں آیا تو پھر شرک، بدعات، خرافات ساری کی ساری دور ہو گئیں اور دل پاک ہو گیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ میں نے ان کے دلوں کو جوڑا ہے اگر دنیا میں جو کچھ بھی ہے ان کے دلوں کو جوڑنے کے لیے لگا دیتا تو اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی نہ جوڑ سکتے۔

میرے بھائی ! دلوں کو جوڑنا آپ آسان سمجھتے ہو جب دل بغض اور نفرت سے بھرے ہوں تو کوئی بھی ان کو جوڑ نہیں سکتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں (کہ لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں جب چاہے پھیر دے)۔ ہمارا کام کیا ہے ؟ ہمارے ذمے جو کام ہے ہم وہ کریں جو ہم نہیں کر سکتے وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں۔

توامت کو جوڑنا ضروری ہے لیکن قرآن اور سنت پر جوڑیں گے سلف الصالحین کے راستے پر جوڑیں گے جو جڑنا چاہتا ہے تو ہمارا ہاتھ پھیلا ہوا ہے اور جو اس راستے پر نہیں آنا چاہتا تو وہ اپنے راستے پر چلتا رہے ہم اپنے راستے پر چل رہے ہیں رافضیوں کے ساتھ ہم کبھی ہاتھ نہیں ملائیں گے جب تک ان کے باطل عقائد موجود ہیں جب تک وہ قرآن کا انکار کرتے ہیں کہ یہ وہ قرآن نہیں ہے ،جب تک وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتے ہیں لعنت بھیجتے ہیں ،جب تک کہ وہ اپنے اماموں کو مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ نہیں ! ہمارا ہاتھ ان کے ہاتھ میں نہیں جا سکتا۔

صوفی بھی جب تک ان کے یہ عقائد ہیں کہ علی مشکل کشا ہے یا غوث حاجت روا ہے نہیں ہاتھ ملے گا۔

قادیانی جب تک توبہ کر کے دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوتے ہمارا ہاتھ ان سے نہیں مل سکتا۔

پرویزی جب تک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو دوسری وحی ہے قران مجید کے بعد اس پر یقین نہیں رکھتے تو ہمارا ہاتھ ان سے نہیں مل سکتا چاہے کچھ بھی ہو جائے یہ اللہ تعالیٰ کا امتحان ہے۔

﴿وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ﴾(آل عمران:26) خیر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے یہ کس نے کہا ہے کہ سب اکٹھے ہو جاؤ تمہارے لیے عزت ہے یا تم دور ہو جاؤ تمہارے لیے ذلت ہے ؟ نہیں ! جو ہمارے ذمے کام ہے وہ ہے راہ راست پر چلنا ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾(الفاتحہ:5) ہم سب پڑھتے ہیں جو پڑھتا ہے ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ وہ صراط مستقیم کے راستے پر نہیں چلنا چاہتا یا دور ہے تو وہ کبھی صراط مستقیم پر نہیں آ سکتا اور کبھی وہ کامیاب نہیں ہو سکتا سوال نہیں پیدا ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ اسی راستے کو اپنایا اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی اور یہ قاعدہ ہے جس نے بھی صراط مستقیم کو اپنایا قرآن اور سنت کو اپنایا وہ کامیاب ہوا عزت اسی کی ہے اور جو دور ہوا تو وہ ذلت کی دلدل میں غرق ہو چکا ہے تب تک نہیں نکلے گا جب تک توبہ نہیں کرے گا۔

12۔ کسی چیز میں برکت سمجھنا بغیر دلیل کے جائز نہیں۔

13۔ بغیر دلیل کے کسی چیز سے برکت حاصل کرنے کی کوشش کرنا شرک ہے (بغیر دلیل کے کسی چیز سے برکت حاصل کرنا شرک ہے)۔

14۔ نام تبدیل کرنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوا کرتی۔

15۔ تعلیم کے وقت حق پر پر غصہ کرنا جائز ہے۔

تعلیم کے وقت باطل پر نہیں حق پر اگر آپ حق پر ہیں اور تعلیم دے رہے ہیں غصہ بھی کرتے ہیں کبھی تو جائز ہے یہ۔

16۔ کہ شرک اس امت میں واقع ہو گا۔

17۔ بغیر طلب کیے قسم کھانا جائز ہے۔

18۔ فتویٰ دیتے وقت بھی قسم کھانا جائز ہے۔

فتویٰ دیتے وقت قسم کھانا جائز ہے یعنی اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے قسم کھائی جا سکتی ہے۔ حدیث میں کہاں پر ہے؟ ''وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ'' قسم ہے ناں۔

19۔ یہ امت یہود و نصاریٰ کے راستے پر ضرور چلے گی۔

20۔ یہ قاعدہ بھی ہے یاد رکھیں کہ یہود و نصاریٰ کی جس چیز میں اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے وہ ہمارے لیے آگاہی ہے ہمیں آگاہ کیا جا رہا ہے۔

یہود و نصاریٰ کی جس چیز پر اللہ تعالیٰ نے نکیر کی ہے یا مذمت کی ہے تو دراصل ہمیں کیا فائدہ ہے؟ اس امت کو آگاہ کیا جا رہا ہے وہ امت تو چلی گئی گزر گئی یا جو آج موجود ہیں وہ کوئی یہودی بنے ہوئے ہیں کوئی نصاریٰ بنے ہوئے ہیں غلط راستے پر ابھی بھی چل رہے ہیں تو جو ان کی مذمت ہوئی ہمیں یہ فائدہ ہے ہمیں آگاہ کیا جا رہا ہے کہ تم ان سے بچ کر رہنا۔

21۔ جہاد کی اہمیت اور جہاد دین کی سربلندی کی بنیاد ہے لیکن یاد رکھیں جہاد عبادت ہے اور عبادت کی شروط اور ضوابط شرعیہ ہیں ان کے مطابق جہاد کرنا چاہیے۔

22۔ علم کی اہمیت اور علم نور ہے جس سے دل روشن ہو جاتے ہیں اور راہ راست پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔

23۔ جہالت کا خطرہ اور جہالت دل میں اندھیرا پیدا کر دیتی ہے جو انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔

اس حدیث کی مناسبت کیا ہے باب کے ساتھ؟

کہ حدیث میں واضح الفاظ ہیں جس نے کسی درخت کو مبارک سمجھا یا برکت والا سمجھا اور اس کی مجاوری کرنے کی کوشش کی تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا اور اسی طریقے سے جس نے بھی کسی درخت یا کسی پتھر یا کسی اور پانی کا چشمہ ہو یا غار ہو یا قبر ہو کوئی بھی چیز ہو اس کو مبارک سمجھا تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔

آخر میں ایک فائدہ بھی ہے گھٹی جانتے ہیں گھٹی (تحنیک) جانتے ہیں؟ ہم گھٹی دیتے ہیں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ہم دودھ سے گھٹی دیتے ہیں عام طور پر ہمارے معاشرے میں انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش میں ہم اسے کہتے ہیں گھٹی دینا یعنی پہلی غذا جو بچے کے پیٹ میں جائے۔

سنت طریقہ کیا ہے؟

کھجور عجوہ کی کھجور۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بچے لے کر آتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن الصحابۃ اَجمعین یہ پہلے صحابی ہیں جن کی ولادت مدینہ میں ہوئی مردوں میں سے، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینے میں آئے ہجرت کے بعد تو بیٹا پیدا نہیں ہوتا تھا تو یہودی کہتے دیکھا یہ کہتے ہیں یہ ہمارا نبی ہے ان کو تو بیٹا پیدا نہیں ہوتا (یعنی نعوذ باللہ یہ لوگ منحوس ہیں ان کی ایک سوچ تھی) تو سب سے پہلا بیٹا جو پیدا ہوا وہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت خوشی ہوئی۔

جانتے ہیں کون ہیں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما؟ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کون ہیں؟ سیدہ عائشہ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے ہیں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما۔ تو وہ لے کر آئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عجوہ کی کھجور کو منہ میں لیا اسے نرم کیا ان کی تحنیک کی۔ تحنیک کہتے ہیں حنک یہ گھٹی دیتے ہیں کھجور کو منہ میں ڈال کر اسے اچھی طرح بالکل پیس کر پھر منہ سے نکال کر بچے کے حلق کے اندر کیونکہ بچے کو پتہ نہیں نگلا کیسے جاتا ہے تو حلق کے اندر دینا بچہ اسے نگل لیتا ہے بس۔

کبھی کھجور کا ٹکڑا نہ دینا غلطی کر کے بچے کو مار نہ دینا۔ تحنیک کا مطلب ہے اسے بالکل پانی بنا دینا اور پھر منہ سے نکال کر اس بچے کے منہ میں ڈالنا اتنا نرم کر دینا اسے۔

میں جو بات کہنا چاہتا ہوں (تحنیک سمجھ لی آپ لوگوں نے اسے کہتے ہیں تحنیک) بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے یا یہ سوچ ہے کوئی خاص بزرگ یا کوئی اچھا نیک اور صالح انسان کی طرف بچے کو لے جائیں کھجور بھی ساتھ لے جائیں وہ اپنے منہ میں کھجور لے کر بچے کو جو ہے تحنیک کرے یہ درست نہیں ہے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ شخص مبارک ہے اس کی برکت سے جو اس کا لعاب ہے اس کے منہ میں بچے کے منہ کے اندر جائے گا یہ بھی نیک اور صالح ہو گا۔ یا دودھ لے لیں آپ دودھ جو بچے کو پلاتا ہے تو بچہ ویسا نکلتا ہے لوگوں کی ایک سوچ ہے۔ یعنی جو گھٹی دیتا ہے عام طور پر بچہ ویسے ہی ہوتا ہے بڑا ہو کر تو لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ جو نیک اور صالح نمازی اور اچھے لوگ ہیں پرہیز گار لوگ ہیں متقی لوگ ہیں تو ہمارے بچے بھی ایسے بنیں۔

سبحان اللہ۔ دیکھیں فطرت دیکھیں لوگوں کی اور یہ حق بات ہے یعنی اچھے لوگوں کی طرف جاتے ہیں کبھی گانے بجانے والے کے پاس نہیں فلم اسٹار کے پاس کوئی نہیں لے جاتا کہ بھئی بچے کو گھٹی دیں کوئی نہیں لے جاتا یاد رکھیں جاتے ہیں نیک اور صالح لوگوں کے پاس اگرچہ خود بگڑے ہوئے کیوں نہ ہوں وہ چاہتے ہیں اگر ہم بگڑے تو ہماری اولاد اچھی ہو۔ تو کسی شخص میں برکت سمجھنا بغیر دلیل کے جائز نہیں ہے یہ عمل درست نہیں ہے کہ مسجد کا امام ہے یا یہ عالم ہے یا طالب علم ہے بچے لے جائیں وہاں پر اور بھائی آپ اس کو پلائیں آپ اس کو کھلائیں۔ آپ کا اپنا بچہ ہے تو الحمد للہ سنت ہے یہ لیکن کسی اور کے بچے کو دینا یہ بات درست نہیں ہے اگر آپ کی طرف کوئی شخص بچہ لے کر آئے تو کوشش کرنا کہ اس کے والد سے دلوانا خود نہ دینا۔

کیوں؟ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم أجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی بچہ نہیں لے کر گئے کہ اس کی آپ تحنیک کریں (اولیاء کے سردار ہیں ناں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) اور نہ تابعین کسی صحابی سے یہ عمل کرواتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سلف الصالحین سے یہ ثابت نہیں ہے سلف الصالحین یہ سمجھتے تھے کہ یہ خاص ہے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بس کسی اور کے ساتھ نہیں ہے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

سوال: میں نے اپنی بچی کی جو گھٹی ہے وہ ایک بے نمازی سے کروائی؟

کسی بے نمازی سے کروائی ہے؟ کوئی حرج نہیں جو غلطی ہو گئی ہو گئی اس کا سنت طریقہ یہ ہے کہ آپ خود کیا کریں۔ بلکہ پتہ ہے کیا ہوتا ہے اور یاد رکھیں یہ عام بات نہیں ہے یہ حق ہے بچے کا تحنیک جو ہے بچے کا حق ہے جیسے عقیقہ حق ہے بچے کا۔ جو ڈلیوریز ہاسپٹلز میں ہوتی ہیں تو بعض اوقات کرسچن یا ہندو نرسیں دودھ پلا دیتی ہیں آپ تو بے نمازی کی بات کرتے ہیں! تو اس چیز کا خاص خیال رکھیں آپ پہلے سے نرس کو کہہ دیں کہ بچہ جب بھی پیدا ہو پلیز اسے دودھ نہ دینا کچھ نہ دینا میں اپنے بچے کو خود دیکھنا

چاہتا ہوں۔ آپ پہلے سے ڈاکٹر سے بات کر لیں کہ میں سنت طریقے سے کھجور میں دینا چاہتا ہوں بچے کو۔ اکثر ڈاکٹر ڈر جاتے ہیں کہتے ہیں بھئی اپنی responsibility پر دے دو۔ کر دو سائن کوئی حرج نہیں ہے سائن کرواتے ہیں تو کر دو بچے کو خود سب سے پہلے گھٹی آپ خود دے دیں۔ دادا دے سکتا ہے؟ دادا والد ہے دادا بھی دے سکتا ہے جائز ہے لیکن کوئی اور نہیں متبرک نہ سمجھیں کسی اور کو۔ آپ کے اندر ہی ان شاءاللہ کیونکہ آپ والد ہیں بچے کا حق ہے کہ اس بچے کا والد ہی اس بچے کو گھٹی دے۔

سوال: کسی سے کروائیں تو شرک ہو جائے گا تو پھر کروانا کیوں ہے؟

سنت ہے اس لیے کروانا ہے کسی سے نہ کروائیں ناں، نہیں! یہی تو میں کہہ رہا ہوں خود کریں۔ کسی سے کروائیں تو آپ اس کو متبرک سمجھا ہے شرک اصغر میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نہ کرے اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک، بدعات، خرافات سے محفوظ کرے اور ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

پھر سوال ہیں اچھا بتائیں۔

سوال: کعبہ کا جو پردہ ہے لوگ اسے چھوتے ہیں تو ان سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ شرک ہے؟

نہیں! دیکھیں سخت الفاظ استعمال کرنے سے لوگ اور نفرت کرتے ہیں آپ ان کو یہ کہیں کہ یہ خلاف سنت عمل ہے نہ کریں آپ۔ خلاف سنت جو لفظ ہے ذرا نرم لفظ ہے شرک بہت بڑا لفظ ہے لوگ تو لڑ پڑیں گے آپ سے یہ تب کیا جاتا ہے جب آپ کسی شخص کو بٹھاتے ہیں آرام سے سمجھاتے ہیں تب تو آپ بات کر سکتے ہیں طواف کرتے ہوئے آپ کسی شخص کو کہیں کہ یہ شرک ہے کون آپ کی بات کو سنے گا! تو دیکھیں میرے بھائی حکمت سے کام لیا کریں دعوت کا کام حکمت سے ہوتا ہے جلد بازی سے نہیں ہوتا۔ آپ کا کام ہے انکار منکر کرنا حکمت کے ساتھ۔

یہ منکر ہے اس جگہ پر برکت نہیں ہے وہ اس میں برکت سمجھ رہا ہے اور یہ غلطیاں یعنی میں ایک فائدہ جو اہم تھا وہ بھول گیا شاید آخر میں لکھیں:

24۔ کہ بعض اوقات بڑے بڑے لوگوں سے بھی بڑی بڑی بُرائی رہ جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کو پتہ نہیں تھا کہ یہ عمل شرک ہے تو کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ بڑا بزرگ ہے یہ کہاں غلطی کر سکتا ہے یا اس کو کیا علم نہیں ہے!

یہ بات نہیں ہے اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اَجمعین کیونکہ جو نئے مسلمان ہوئے تھے وہ تو تھوڑے سے تھے باقی تو تھے ساتھ انہیں نے بھی نکیر نہیں کی ان کو بھی شاید پتہ نہیں تھا کہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے اور جو بڑے صحابہ تھے وہ اس وقت ساتھ موجود

نہیں تھے وہ دور تھے لیکن جو ساتھ تھے بعض نے خاموشی اختیار کی اور بعض نے کہا کہ ہم عمل کرنا چاہتے ہیں۔ تو نکیر کی پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور نے نکیر نہیں کی۔ یعنی بعض اوقات بڑی باتیں بھی بعض علماء سے مخفی رہ جاتی ہیں یہ نہ سمجھیں کہ کوئی عالم ہے تو بس اس کو ہر چیز کا علم آگیا ہے، نہیں میرے بھائی یہ بات درست نہیں ہے۔ علماء معصوم کہاں ہیں ! معصوم صرف انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہیں غلطی علماء سے بھی ہوتی ہے غلطی ہر انسان سے ہوتی ہے غلطی کرنے میں قباحت نہیں ہے یاد رکھیں غلطی کرنے کے بعد توبہ نہ کرنا یہ قباحت ہے یہ بُرائی ہے۔

یہ جہالت ہے میرے بھائیو ! جہالت بہت ہمارے معاشرے میں پھیلی ہوئی ہے اور جہالت کا خاتمہ ہوتا ہے علم سے تو علم خود بھی حاصل کریں اور اس نور کو لوگوں تک بھی پہنچائیں حکمت کے ساتھ پیار کے ساتھ نرمی کے ساتھ۔

سوال: ایک صاحب نے عمرہ کیا تو اس سے ترتیب میں غلطی ہو گئی اور طواف سات کرنے کے بجائے تین کر لیے پھر کسی نے ان کو ٹوکا تو پھر دوبارہ صحیح کیا تو کیا اب ان پر دم واجب ہے؟

جب غلطی کر کے دوبارہ سات چکر صحیح لگا دیئے اور پھر صفا و مروہ بھی سعی بھی کر لی ہے، بال بھی کٹوا دیئے ہیں بس عمرہ ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں ہے کوئی دم نہیں ہے جو پہلے تین چکر اس نے کیے اور چھوڑ دیئے وہ جہالت تھی اس کو پتہ نہیں تھا۔

سوال: اعتکاف اگر کوئی گھر میں کرتا ہے ؟

اعتکاف گھر میں جائز نہیں ہے۔ دیکھیں اعتکاف ایک الگ عبادت ہے مجاوری کرنا کسی چیز کے لیے وہ الگ عبادت ہے تو عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے یعنی جو اعتکاف کرتے ہیں وہ جگہ کو بھی متبرک سمجھتا ہے (اس کی دلیل نہیں) اور اعتکاف عبادت ہے اس کو بھی یعنی وہ ڈبل غلطی کرتا ہے ڈبل گناہ کرتا ہے اور شرک اصغر کی صورتیں ہیں یاد رکھیں۔

سوال: سولہ سترہ سال کی عمر میں حج کرتا ہے تو کیا اس کا حج ہو جاتا ہے ؟

سولہ سال کا بچہ بالغ ہوتا ہے اس کا حج ہو جاتا ہے۔ بلوغ کی تین نشانیاں ہیں مردوں میں اور چار ہیں عورتوں میں۔

اس ٹائم اسے پتہ نہیں کہ سنت کیا ہے فرض کیا ہے ؟

نہیں ! اس ٹائم کی بات نہیں ہے بات یہ ہے کہ اگر وہ شرطیں پوری ہو گئی ہیں حج کی اور اس نے حج کی شروط، ارکان، واجبات پورے کر لیے ہیں تو حج تو درست ہے۔ اگر بچہ ہے سات سال کا آٹھ سال کا ابھی بالغ نہیں ہوا تو اس کا حج اگر ٹھیک بھی ہو جائے مکمل بھی ہو جائے تو اس کا نفل حج ہو گا جب بالغ ہو گا حج پھر دوبارہ کرے گا کیونکہ یہ حج کی شرطوں میں سے بلوغ جو ہے بالغ ہونا شرط ہے بچپن میں جو حج کیا جاتا ہے وہ نفل میں ہوتا ہے اس کا ثواب ہے والدین کو بھی ہے اس بچے کو بھی ہے لیکن جب بالغ ہو گا

پھر اسے حج کرنا پڑے گا فرض حج ابھی اس کی گردن میں ہے اگر وہ مستطیع ہے تو مستطیع نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ سولہ سال کا بچہ ہے سترہ سال کا بچہ ہے تو وہ بالغ ہے بلوغ کی تین نشانیاں ہیں:

1۔ منی کا خارج ہونا۔

2۔ شرمگاہ کے ارد گرد بالوں کا اگنا۔

3۔ پندرہ سال کی عمر۔

اور لڑکیوں میں ان تینوں کے ساتھ چوتھی نشانی ہے حیض کا خون جاری ہونا۔ یہ چار نشانیاں لڑکیوں میں (عورتوں میں) اور تین نشانیاں لڑکوں میں ہیں (مردوں میں) اگر یہ ان میں سے ایک آجائے ضروری نہیں کہ تینوں ہوں ایک بھی یہ نشانی ظاہر ہو جائے تو بچہ بالغ ہو جاتا ہے بچی بالغ ہو جاتی ہے اور حج اگر اس عمر کے بعد کیا تو فرض حج ان شاءاللہ ادا ہو گیا بشرطیکہ باقی شرطیں (شروط) اور ارکان اور واجبات پورے ہوں۔ واللہ اعلم۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (023: کتاب التوحید) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio